ہمیشہ آپ کے ساتھ
لازوال جموں

لازوال جموں

اداریہ

فٹ انڈیا: خواب کیسے پورا ہوگا؟

آج کی تیز رفتار دنیا میں، صحت بخش کھانوں سے اپنے جسم کی پرورش کی اہمیت کو بھول کر بالخصوص نئی نسل کا زیادہ تر رجحان جنک فوڈ اور گلی کوچوں میں بیچے جانے والے تلخ کھانوں کی طرف بڑھ رہا ہے۔ جبکہ ان ناقص کھانے کی آشیاء کے نتائج کتنے خطرناک اور سنگین ہیں جس کا اندازہ لگانا شاید ممکن نہ ہو۔ مگر باوجود اس کے نئی نسل کے بچے آج گھر کے کھانوں کو چھوڑ کر ان کھانوں کا استعمال کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے نوعمری میں ہی مختلف قسم کی بیماریاں انہیں جکڑ لیتی ہیں کسی کو پتہ تک ہی نہیں چلتا۔ وہیں دوسری طرف اگرچہ میڈیکل سائنس نے خوب ترقی کر لی ہے، نئی نئی قسم کی ادویات اور ان کی دریافت کا ایک انقلاب آیا ہوا ہے۔ لیکن باوجود اس کے ایسی ایسی مہلک بیماریاں بھی سامنے آرہی ہیں جن کا مقابلہ کرنا مشکل ہوگیا ہے۔ تو ایسے میں یہاں سمجھنا ضروری ہوگا کہ بغیر صحت مند خوراک کے انسانی جسم کا فٹ رہنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ کیونکہ اچھی طرح سے پرورش پانے والا جسم ہی انفیکشن سے لڑنے اور بیماریوں سے صحت یاب ہونے کے قابل ہوسکتا ہے۔ وہیں ایک صحت مند غذا صرف غیر صحت بخش کھانوں سے پرہیز کرنے کے بارے میں نہیں ہے، بلکہ مختلف غذائی اجزاء سے بھرپور اختیارات کو اپنانے کے بارے میں بھی ہے۔ جیسے تازہ پھل اور سبزیاں، کم مقدار میں پروٹین اور صحت مند چکنائی متوازن غذا کا بنیادی حصہ ہیں۔ یہ غذائیں ضروری وٹامنز، معدنیات اور اینٹی آکسیڈنٹس فراہم کرتی ہیں جو بہترین صحت کی حمایت کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں صحت مند غذا کے فوائد بے شمار ہیں۔ یہ دل کی بیماری، ذیابیطس، اور بعض کینسر جیسے دائمی بیماریوں کو روکنے میں مدد کرسکتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک صحت مند غذا ہی ذہنی تندرستی، توانائی کی سطح اور علمی افعال کو بڑھا سکتی ہے۔ اسلئے باخبر خوراک کے انتخاب کرنے سے ہی انسان اپنی صحت اور تندرستی کو کنٹرول کرسکتا ہے اور غیر صحت بخش کھانے کے چکر سے آزاد ہوسکتا ہے۔ جبکہ صحت مند غذا صرف ایک ذاتی انتخاب نہیں ہے، بلکہ ہمارے مجموعی معیار زندگی میں ایک اہم سرمایہ کاری ہے۔ متوازن اور متنوع خوراک کو اپنانے سے، ہی انسان اپنے جسم، دماغ اور روح کی درست پرورش کرسکتا ہے۔ لہذا ضرورت اس بات کی ہے جہاں والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں پر کڑی نظر رکھیں کہ وہ گھر کے کھانوں کے علاوہ کن کن کھانوں کا استعمال کرتے ہیں۔ وہیں حکومت اور صحت مند کھانوں پر نظر رکھنے والی ایجنسیوں کو بھی چاہئے کہ وہ اس طرف خصوصی توجہ دیں کہ گلی کوچوں میں لگے یہ ریہڑی پھیڑی والے کہیں غیر صحت بخش کھانوں کو تو نہیں بیچ رہے یا انکے کھانے کہیں غیر معیاری تو نہیں جس سے نوجوان نسل کی صحت بگڑ رہی ہو اور مستقبل قریب میں ہمارا فٹ انڈیا اور صحت مند ملک کا خواب بھی چکنا چور ہو جائے۔

ملک میں آزاد صحافت پر سنگین الزامات کے پھیلتے سائے

ہندوستان میں پریس (صحافت) کی آزادی پر فرسودہ سرکاری پابندیاں لگائی جارہی ہیں۔ مقصد یہی ہے کہ اظہارِ خیال کی آزادی اور حکومت کی بدعنوانیوں، کوتاہیوں اور دھاندلیوں پر سوال نہ اٹھے اور حکومت کو اپنی کارکردگی سے متعلق جوابدہ بنایا نہ جائے۔

سرکاری ایجنسیوں کی جانب سے حکومت کی ایما پر من گھڑت مقدمے صحافیوں پر اور ان کے صحافتی اداروں Media Houses پر تھوپے جاتے رہے ہیں۔ پوری دُنیا میں انسانی مساوات، حقوق انسانی کے تحفظ اور آزادیٔ اظہار خیال، انفرادی اور اجتماعی شہری آزادی کی باتیں کرنے والے وزیراعظم مودی کے دس سالہ دورِ اقتدار کے دورانیہ میں صحافت کے شعبہ میں منصبی آزادی کو گہرا نقصان پہنچا ہے۔

صحافت (پریس) میں آزادی اور اس کے معیار پر ہر سال عالمی سطح پر رپورٹرس وِتھ آؤٹ بارڈرس (RSF) ہر سال World Press Freedom In dex (عالمی صحافتی آزادی کی صورتحال کا اشاریہ) منظر عام پر لاتی ہے۔ اس کی رپورٹ کے مطابق 180 ممالک میں سال 2004 میں ہندوستان کی پوزیشن 114 پر تھی۔ اب سال 2024 میں ہمارے ملک میں صحافت کی آزادی (آزادانہ کارکردگی) کی پوزیشن مزید گرتے گرتے 159 کو پہنچ گئی ہے۔ مرکزی حکومت پولیس اور سینسرشپ کے ذریعہ انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور دیگر ترسیلی تکنیکی پلاٹ فارمس کے دائرۂ کار پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کی کوششیں کرتی رہی ہے۔ غیر قانونی طور پر ملک کے کئی صحافیوں، سیاستدانوں اور انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے متحرک طور پر کام کرنے والے غیر سرکاری اداروں کی ملٹری (فوج) نوعیت کی جاسوسی کے لیے پیگاسس جیسے جاسوسی آلہ کار کا استعمال کیا جاتا رہا۔ یہ معاملہ سپریم کورٹ میں زیرِ سماعت ہے۔ معروف صحافی اور انگریزی روزنامہ "دی ہندو" کے سابق مدیرِ اعلیٰ این رام نے "پیگاسس" جاسوسی آلہ کار کے استعمال کے معاملے میں آزادانہ تفتیش کے لیے سپریم کورٹ میں حکومت کے خلاف مقدمہ دائر کیا ہے۔

اطلاعات کے مطابق گذشتہ دس برسوں میں یعنی 2014 سے 2024 کے دوران 19 فعال صحافیوں کا قتل ہوا ہے۔

مطلب یہ کہ سچائی اور حقائق کی تلاش میں سرگرداں صحافیوں پر تشدد ہوتا رہا ہے۔ حکومت کے خلاف صحافت کے میدان سے اٹھنے والی آوازوں کو خاموش کروانے ان پر جھوٹے مقدمے دائر کیے جاتے رہے ہیں۔ ان کے مقدمات کی سماعت میں غیر متوقع تاخیر اور جیلوں میں ان کی قید بندی کے ذریعہ یہ تاثر قائم کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے کہ

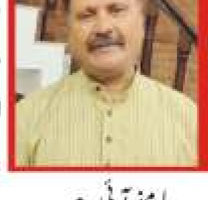

محمد اعظم شاہد

ناانصافیوں اور حکومت کی عوام دشمن کارستانیوں پر آواز اٹھانے والوں کی اب کوئی خیر نہیں۔ یہ باور کیا جاتا رہا ہے کہ خاموش ہوجاؤ، کچھ بولو نہیں، ورنہ مقدمات میں پھنستے چلے جاؤگے۔ گرفتاری، انکوائری، مقدمات کی عدالتوں میں سماعتوں پر تاریخ پر تاریخ کے اعلانات کا طویل سلسلہ ان سب کا سامنا ہوگا۔

مجرموں پر گرفت مضبوط رکھنے اور جرائم کی روک تھام کے لیے سرکاری مشینری (اداروں) کا حکومت استعمال کرتی ہے تو یہ مثبت اور کارگر اقدام ہے۔ مگر بے قصور لوگوں بالخصوص حکومت اور حالات پر نگرانی رکھنے والے صحافیوں کو بے وقعت کرنے، انہیں ذہنی طور پر اذیت دے کر کمزور کرنے کی مذموم حرکتیں افسوسناک ہی نہیں بلکہ قابل مذمت بھی ہیں۔ اسی ضمن میں ابھی چند دن پہلے ایک اور عالمی رپورٹ سامنے آئی ہے۔

رپورٹ کا عنوان ہے "اقتصادی جرائم کے لزوم کا غلط استعمال پریس (صحافت) کو دھمکانے اور ان کو نشانہ بنانے کی کوششیں ممالک کی صورتحال کا جائزہ۔" ورلڈ اسوسی ایشن آف نیوز پبلشرز (WAN - IFRA) کی جانب سے جاری کردہ اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ گزشتہ سال ہندوستان میں آٹھ ایسے معاملات پریس (صحافتی اداروں) کی آزادی پر حملے کی مناسبت سے سامنے آئے ہیں، جن میں حکومت نے مالیاتی بدعنوانیوں کے فرضی مقدمات کی آڑ میں پریس کی آنکھیں اور سوال قائم کرتی آوازوں کو خاموش کرنے کی کوششیں کی گئی ہیں۔ ملک میں نیوز چینل، نیوز کلک کے ساتھ ہوئے مقدمات اور معاملات کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔

آزاد میڈیا اور اس سے جڑے صحافیوں پر اکثر حکومت کی جانب سے منی لانڈرنگ (مالیت کا غیر قانونی تبادلہ) ٹیکس کی عدم ادائیگی، دھوکہ دہی، دہشت گردی کے لیے مالی امداد، غیر قانونی طور پر بیرونی ممالک سے مالی تائید حاصل کرنا جیسے مقدمات میں پھنسایا جاتا ہے، الجھایا جاتا ہے، مقدمات دائر کیے جاتے ہیں۔

مذکورہ رپورٹ کی تفصیلات کے مطابق مالی بدعنوانیوں کے مقدمات کی آڑ میں صحافیوں کی گرفتاری اور قید و بند کی صعوبتوں کے خوف سے بے باک صحافیوں کو ہراساں کیا جاتا رہا ہے، عام طور پر مالی بدعنوانیوں اور دھوکہ دہی کے معاملات کے مقدمات کی طویل عرصہ پر محیط پیروی، جس کے باعث مقدمات کا شکار میڈیا ہاؤسس مالی مشکلات کا شکار ہو جاتے ہیں۔

برباد ہو کر بند ہوجایا کرتے ہیں، مقدمات کی شنوائی کے دوران متعلقہ صحافیوں اور ان کے اداروں کے بینک اکاؤنٹس پر پابندیاں لگائی جاتی ہیں۔

اس طرح مقدمات کی پیروی کیلئے مشکلات کھڑے کیے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ مالیاتی جرائم کے مقدمات کی پیروی کے لیے تجربہ کار اور ماہر وکلا کی ضرورت ہوتی ہے۔

جن کی فیس اس قدر مہنگی اور صحافیوں کی پہنچ سے دور ہوا کرتی ہے۔ اور جو وکلا ان مقدمات کے لیے آگے بڑھتے ہیں انہیں ہراساں کیا جاتا ہے۔ سنگین الزامات عائد کرکے مقدمات کی نذر ہونے والے آزادانہ رویہ کے صحافیوں کو مجرم ثابت کرکے ان کی عوامی مقبولیت اور اعتماد کو داغدار کرتے ہوئے ان کے میڈیا ہاؤس (ادارے) کی وقعت کو نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔ رپورٹ میں مرکزی حکومت کے خلاف بے خوف بے باک طور پر رپورٹس پیش کرنے والے نیوز کلک آن لائن نیوز پورٹل کو ختم کرنے کی کارستانیوں کا مفصل تجزیہ بھی پیش کیا گیا ہے۔

اس ادارے پر تشدد کو فروغ دینے یو اے پی اے (UAPA) اور پی ایم ایل اے (PMLA غیر قانونی مالیاتی معاملات) قوانین کی آڑ میں اپنے سیاسی مقاصد کے لیے جھوٹے مقدمات کا جال بچھایا گیا اور اس طرح اشارہ دیا گیا ہے کہ حکومت کی کارکردگی پر آواز اٹھانے والوں کی دُرگت ہی دُرگت ہوگی۔

9986831777

بشیر احمد شاہ بحیثیت امامِ مسجد

معاشرے میں مساجد اور ائمہ دونوں کا کردار نہایت اہم رہا ہے، مساجد کے ذریعہ معاشرے کو صحیح رخ پر ڈھالنے کی ذمہ داری ائمہ نے سرانجام دی ہے۔ لہٰذا مساجد اور ائمہ مساجد دونوں مسلمانوں کی اہم دینی ضروریات میں سے ہیں۔ مسجد کے امام کو امامتِ صغریٰ کا درجہ حاصل ہے، بے شک امامت ایک بڑی سعادت ہے کہ خود حضور اکرم سرورِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس امامت کو سرانجام دیا ہے۔ اس اہم موضوع کو پر بات چھیڑنے اس لئے ضروری ہوا کہ آج اس موضوع سے منسلک ایک عظیم شخصیت کا ذکرِ خیر ہونے جا رہا ہے، میری مراد وادیٔ گول سے تعلق رکھنے والی ایک عظیم شخصیت بشیر احمد شاہ صاحب سے ہے۔

ایم شفیع میر

بشیر احمد شاہ نے 09 اکتوبر 1963ء میں جنم لیا، آپ کے والدِ محترم کا نام سیف الدین شاہ تھا۔ سن 1969 / 70 میں بشیر احمد شاہ صاحب نے اس وقت کی معروف درسگاہ میں اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ آپ نے پانچویں تک اسی درسگاہ میں پانچویں جماعت تک تعلیم حاصل کی بعد ازاں ہائی سکول گول میں داخلہ لے کر دسویں جماعت پر تعلیم حاصل کی۔ گھر میں ایک دینی ماحول ہونے کے سبب بشیر شاہ صاحب نے مقامی علماء سے دینی تعلیم بھی حاصل کی، یہی وجہ ہے کہ بشیر شاہ صاحب کی زیادہ تر دلچسپی عصری تعلیم کے بجائے دینی تعلیم کی جانب مبذول رہی۔

دینی تعلیم کے حصول کے تئیں ذوق و شوق، دلچسپی اور فکرمندی کے عین مطابق بشیر احمد شاہ صاحب کو اللہ رب العزت نے دینی خدمات انجام دینے کی راہیں زمانۂ طالب علمی میں ہی ہموار کر دیں۔ بقول بشیر احمد شاہ صاحب کہ جب موصوف دسویں جماعت میں زیرِ تعلیم تھے تو انھوں نے مرکزی جامع مسجد شریف گول میں وقتاً فوقتاً بحیثیت امام دینی خدمات انجام دینے کا آغاز کر دیا۔

مالی کمزوری کے باعث دسویں جماعت میں ہی موصوف نے عصری تعلیم کے سفر کا اختتام کر دیا اور بغیر کسی معاوضے، مشاہرہ یا ماہیانہ کے مکمل طور امامت کے فرائض دینے کی ذمہ داری نبھانے شروع کر دی۔ یہ وہ دور تھا جب حالات نہایت ہی ناساعد اور ناسازگار ہوا کرتے، ایسے حالات میں بھی محترم بشیر صاحب نے کبھی مسجد میں جانے پر سمجھوتہ نہیں کیا، آپ نے پوری ذمہ داری کیساتھ اپنے فرائض انجام دیئے۔ موصوف وقتاً فوقتاً تن تنہا بھی مسجد میں نماز ادا کرتے تھے چونکہ بستی اتنی گھنی تھی بلکہ کئی میلوں پر گھر نظر آتے تھے اس باعث مساجد میں بالخصوص عشاء اور فجر پر اکثر بیشتر مقتدیوں کی عدم موجودگی رہتی تھی۔

بلا شبہ اللہ سے ڈرنے والے کسی سے نہیں ڈرتے، جن کے دلوں میں اللہ کا خوف ہوتا ہے وہ دنیا کے ہر خوف کے سامنے نڈر اور بہادر ہوتے ہیں۔ شدید برف باری ہو یا خوفناک اندھیرے ہوں بشیر شاہ صاحب ہر حال میں مسجد پہنچ جاتے ہیں اور موصوف امام صاحب کے اس شوق و ذوق، جذبے اور تمنا میں کبھی بھی سستی کا عنصر دکھائی نہیں دیا۔ آج قریباً چونسٹھ برس کی عمر میں بھی بشیر شاہ صاحب میں دینی خدمات کو انجام دینے کیلئے وہی جوش و جذبہ، وہی ذوق و شوق، وہی خواہش، وہی تمنا، ویسی ہی اور ویسا ہی جنون دکھائی دے رہا ہے جو طالبعلمی کے زمانے میں موصوف کے دل و دماغ پر چھایا ہوا تھا۔

قابلِ ذکر ہے کہ جب بشیر احمد شاہ صاحب نے بحیثیت امام مرکزی جامع مسجد شریف گول میں اپنے فرائض انجام دینا شروع کئے تو اس وقت جمعتہ المبارک پڑھانے کیلئے مشہور و معروف دینی شخصیت مولانا صدر الدین صاحب آیا کرتے تھے۔ طویل مدت تک مولانا صدر الدین صاحب نے مرکزی جامع مسجد گول میں بطورِ امام و خطیب جمعتہ المبارک اور نماز عیدین پڑھانے کی خدمات انجام دیں۔ واضح رہے مولانا صدر الدین صاحب جمعہ نماز پڑھانے کیلئے دور کے ایک گاؤں گگرسولہ سے آتے تھے، یہ وہ زمانہ تھا جب گگرسولہ سے گول آنے کیلئے پیدل سفر طے کرنا پڑتا تھا۔ طویل سفر یا کسی مصروفیات کے جب کبھی مولانا صدر الدین صاحب گول نہیں آپاتے تھے تو ان کی غیر موجودگی میں محترم بشیر احمد شاہ صاحب ہی جمعہ کی نماز بھی پڑھاتے تھے۔ اس طرح سے بشیر صاحب کو جمعہ نماز پڑھانے کا شرف بھی حاصل ہوتا تھا۔ 2007ء میں مسجد کی انتظامیہ کمیٹی نے باضابطہ طور بشیر احمد شاہ صاحب کو ماہانہ 800 روپے وظیفہ مقرر کر کے جمعہ، عیدین اور پنجگانہ نماز کی امامت کرنے کی ذمہ داری سونپی، گو کہ امامت کے فرائض انجام دینا محترم بشیر احمد شاہ صاحب کیلئے کوئی نئی ذمہ داری نہیں تھی لیکن زندگی میں ماہیانہ یعنی مشاہرہ کی بنیاد پر امامت کے فرائض انجام دینے کے ایک نئے تجربے کا سامنا ضرور تھا۔ خیر احساسِ ذمہ داری سے سرشار محترم بشیر احمد شاہ صاحب نے جس طرح اس سے قبل امامت کے فرائض دیانتداری اور خوفِ خدا سے انجام دیئے تھے ویسے ہیں اب کے بعد بھی انجام دیتے رہے۔ 15 برس کے دوران امام بشیر صاحب کے وظیفے میں کمیٹی نے وقتاً فوقتاً اضافہ کیا۔ 2007 میں امام کیلئے جو وظیفہ مقرر کیا گیا تھا اُسے 2012 میں بڑھا کر 1500 کر دیا جو کہ 2017 تک برقرار رہا۔ کمیٹی نے 2017 میں امام کے مشاہرہ میں مزید اضافہ کرتے ہوئے 3000 کر دیا جو کہ 2022 تک تین ہزار ہی رہا، آخر میں کمیٹی نے کچھ شرائط کی بنیاد پر 2022 میں امام صاحب کے مشاہرہ میں مزید اضافہ کرتے ہوئے 6 ہزار تک پہنچا دیا جو فی الحال یہیں پر لٹکا ہوا۔ بشیر صاحب کا جمعہ، پنجگانہ اور نمازِ عیدین پڑھانے کا یہ سلسلہ سال 2022 تک بڑے احسن طریقے سے چلتا رہا لیکن 2022 میں انتظامیہ کمیٹی نے اس سلسلے میں ردوبدل کیا اور جمعتہ المبارک و نماز عیدین نیا امام منتخب کیا۔

اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ علاقہ گول کی عوام کا محترم بشیر احمد صاحب کی بے لوث خدمات کے تئیں حد درجہ ہمدردی اور احترام ہے، یہی وجہ ہے کہ عوام گول نے امام بشیر شاہ صاحب کے تئیں اپنے بے لوث پیار و محبت کا ثبوت دیا۔ اللہ رب العزت نے اہلیان گول کے دلوں میں یہ احساس پیدا کیا کہ گول واسیوں نے امام صاحب کو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرانے کی خواہش ظاہر کی، اللہ تبارک و تعالیٰ نے لوگوں کی اس خواہش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمایا اور امام بشیر احمد شاہ کو فریضۂ حج ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا، جب بلاوا آتا ہے تو راہیں ہموار خود بخود ہو جاتی ہیں۔ خیر سال 2023 میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم اور گول واسیوں کی بے لوث محبت کے سبب امام بشیر شاہ صاحب نے درِ مدینہ پر حاضری دیکر حج جیسا ایک اہم فریضہ ادا کیا۔

حاصل یہ ہے کہ امامت کا منصب حقیقتاً نبی اکرم ﷺ کی نیابت کا منصب ہے، اپنے کسی قول و عمل سے اس منصب جلیل کی پامالی کا سبب ہرگز نہ بنے اور قوم کی ذمہ داری یہ ہے کہ خدام مسجد ائمہ حضرات کا ہر لحاظ سے خیال رکھیں اور ہمیشہ ان کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھیں، اپنے کسی طرز و انداز سے ان کے احترام کو پامال نہ کریں۔ اسلام میں منصب امامت کی بڑی اہمیت ہے، یہ ایک باعزت باوقار اور باعظمت اہم دینی شعبہ ہے، یہ مصلی رسول اللہ ﷺ کا مصلی ہے، امام نائب رسول ہوتا ہے اور امام اللہ رب العزت اور مقتدیوں کے درمیان قاصد اور ایلچی ہوتا ہے۔ اس لئے مساجد سے منسلک افراد کے وظائف مقرر کرتے ہوئے ان وظائف کو محض ایک اجیر کی اجرت کے تناظر میں نہ دیکھا جائے بلکہ یہ بنیاد سامنے رکھی جائے کہ یہ افراد معاشرے کی ایک اہم دینی ضرورت کو پورا کر رہے ہیں، موسم کے تفاوت اور حالات کی تفریق سے قطع نظر ہمہ وقت اپنی ذمہ داری کو نبھانے کی بھرپور سعی کرتے ہیں، لہٰذا ان سے متعلق یہ جذبہ بھی سامنے رکھا جائے، نیز ان افراد کے معقول وظائف مقرر کرنا اور ان میں اضافہ کرنا یہ اشاعت دین میں حصہ ڈالنے کے مترادف ہے۔

9797110175
7780918848